۴۰واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں ہجرت کی ترغیب

۴۰ واں باب

اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں ہجرت کی ترغیب

راہِ حق میں مشکلات سے مقابلے کے لیے صادق الایمان سامنے آتے ہیں

کاروانِ نبوت رواں دواں ہے، نبی ﷺ اور آپؐ کے جاں نثاروں نے دعوتِ ایمان کی جو مہم برپا کر رکھی ہے وہ خود اور اُس کے نتیجے میں برپا کشمکش اپنی انتہاؤں پر ہے اور دینِ ابراہیمیؑ کے نام پر بدعات اور خرافات کے علم برداروں نے اہلِ ایمان پر جو دار و گیر بپا کی ہے وہ اُس ٹکّر کی نہیں ہے جس ایمان کا مظاہرہ اہلِ ایمان کر رہے ہیں، یہ بات پچھلے باب میں سورۂ بروج کے مطالعے سے سامنے آچکی ہے۔ آپ نے دیکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے [سورۃ البروج میں] خندقوں والوں کا قصہ سنا کر مومنین کو صاف بتادیا گیا تھا کہ یہ اس راہ کے سنگِ میل ہیں، آہ کیے بغیر لبوں کو سی لو اور عشق کی اس وادی سے صبر کا دامن تھامے گزر جاؤ، اللہ تمھارے ساتھ ہوں۔ اس پسِ منظر کو ذہن میں رکھیے،

اب جبریلِ امین سورۃ العنکبوت لے کر آئے ہیں۔ اس سورہ کی ابتدائی آیات میں جناب خبّابؓ کے بیان کردہ واقعے کی جھلک نظر آرہی ہے۔ اس کے مضامین خود بتارہے ہیں کہ اس کے نزول کا زمانہ مکّہ معظمہ کا وہی دور ہے جو سورۂ بروج اور سورۂ لقمان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سورۂ عنکبوت میں صادق الایمان لوگوں میں عزم و ہمت اور استقامت کی اسپرٹ پیدا کرتے ہیں اور ضعیف الایمان لوگوں کو شرم دلا کر انھیں بھی عزیمت اور استقامت کے بلند ایمانی مراتب پر لاتے ہیں۔ اس کے ساتھ مشرک اور بدعتی کفار مکّہ کو بھی اس میں واضح الفاظ میں دھمکی دی جارہی ہے کہ اپنے لیے اُن بُرے دنوں کو دعوت نہ دو جو نبیوں کی مخالفت کرنے والے ہر زمانے میں دیکھتے رہے ہیں۔ یہ سورۃ بہت واضح اور صاف معانی اور پیغام لیے ہوئے ہے۔ عام لوگوں کو اسے سمجھنے کے لیے نہ اُس وقت لمبی چوڑی تفاسیر کی ضرورت تھی نہ آج ہے، سورۃ کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔

۵۸: سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت [۲۹ — ۲۰: امن خلق، ۲۱: اتل ما اوحی]

آزمائش میں گھرے ظلم و ستم کا شکار اہلِ ایمان سنیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الف۔ل۔م۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے صرف اِتنا کہنے پر کہ ہم ایمان لائے، چھوڑ دیے جائیں گے۔ کیا آزمائش اور مصیبت میں ڈال کر اُن کے اس دعوے کو پرکھا نہ جائے گا؟ تاریخِ انسانی میں ہمیشہ ہماری سنت یہ رہی ہے کہ ہم ایمان کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کو سخت مشکل حالات میں ڈال کر آزمائش کرتے ہیں! اللہ تو چھانٹ کر اور ظاہر کر کے رہے گا کہ ایمان کا اعلان کرنے والوں میں سے کون سچے ہیں اور جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے طرزِ عمل سے اُن کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے رہے گا۔

کیا محمدؐ کے مخالفین اور وہ جو اہلِ ایمان کو ستا رہے ہیں، اپنی اِن بری حرکتوں پر مطمئن یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ حق و باطل کی اس تاریخی کش مکش میں اہلِ حق کا راستہ روک کر اللہ سے جیت جائیں گے؟ بڑا ہی غلط وہم ہے جو اُن کو لاحق ہوا ہے۔

اہلِ ایمان سنیں کہ جو اللہ کی ملاقات کا متوقع ہے اُسے یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت ضرور آ کے رہے گا اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے، وہ اس کش مکش میں اہلِ ایمان کی دعاؤں کو سُنتا اور مخالفین کی حرکتوں کو خوب جانتا ہے۔ ہر وہ شخص جو ہماری راہ میں [محمدؐ کے کیمپ میں] جدوجہد کرے گا اپنے ہی فائدے کے لیے کرے گا، اللہ یقیناً کلمہ حق کی سربلندی کے لیے دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے اُن کی برائیاں ہم ان سے دُور کر دیں گے اور انھیں اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۷]

وہی بات جو کچھ ہی دن قبل سورۂ لقمان میں کہی گئی تھی دوبارہ دہرائی جا رہی ہے کہ والدین کے حقوق تو بے شک اللہ کے بعد سب سے زیادہ اہم ہیں مگر اللہ کی نافرمانی میں والدین کی اطاعت کیوں کر ممکن ہے؟ اہلِ ایمان نوجوانوں پر اُن کے والدین زور ڈالتے تھے کہ تم محمد ﷺ کی برپا کردہ دعوتِ توحید کا ساتھ چھوڑ دو اور ہمارے دین پر قائم رہو۔ جس قرآن پر تم ایمان لائے ہو وہ بھی تو یہی تعلیم دیتا ہے کہ ماں باپ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ تو ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اُسے بلا چون وچرا تسلیم کر لو ورنہ تم خود اپنے ہی ایمان کے خلاف کام کرو گے۔ اگلی آیات میں اس بات کا جواب دیا گیا ہے۔

ہم نے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تُو میرے ساتھ کسی ایسی چیز یا کسی ایسے معبُود کو میرا ہمسر یا میرے حقوق واختیارات میں شریک کی حیثیت سے تسلیم کرے، جسے تو نہیں جانتا تو والدین کی یہ بات ہر گز نہ ماننا۔ اس دُنیاوی زندگی کے بعد میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے، پھر جو کچھ تم اور تمھارے والدین کرتے رہے ہیں، اُس کی جو بھی اچھی یا بری حیثیت ہے میں اُس سے تمھیں آگاہ کردوں گا۔ جو ایمان لائے اور پھر انھوں نے نیک اعمال کیے تو ہم اُن کو نیک اور صالح انسانوں کے کیمپ میں شمار کریں گے۔

اہلِ ایمان اپنے ساتھ چلنے والوں کو دیکھیں، ان میں ایسے بھی ہیں جو دعویٰ تو یہی کرتے ہیں کہ ہم [محمدؐ کے رب پر] ایمان لائے۔ مگر جب اللہ کی خاطر جاری اِس حق و باطل کی کش مکش میں انھیں دکھ پہنچتا ہے تو لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش و مصیبت کو اللہ کے عذاب کی مانند سمجھ لیتے ہیں۔ اے محمدؐ! اب اگر تمھارے رب کی طرف سے مدد آگئی تو یہی لوگ کہیں گے کہ ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ تھے۔ کیا انسانوں کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ اُسے خوب اچھی طرح نہیں جانتا ہے؟ اور اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہی ہے کہ حقیقی ایمان والے کون ہیں، وہ منافقوں کو چھانٹ کر رکھ دے گا۔

[مفہوم آیات ۸تا۱۱]

قیامت کے روز کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا

اسی طرح نئے اسلام قبول کرنے والے نوجوانوں سے قبائلی سردار اور ان کے قبیلے کے لوگ کہتے تھے کہ آخرت میں عذاب ثواب ہماری گردن پر ہوگا، تم ہماری بات مانو اور اِس شخص سے اپنا رستا علیحدہ کرلو۔ اگر وہاں تمھاری پکڑ ہوگی تو ہم خود آگے بڑھ کر اللہ سے کہہ دیں گے کہ ان کا کیا قصور؟ ہم نے ان کو ایمان چھوڑنے پر آمادہ کیا تھا، اس لیے انھیں چھوڑ کر ہمیں پکڑ لیا جائے۔ اس بات کا جواب اگلی آیات میں آرہا ہے۔

اے محمد ﷺ تمھاری مخالفت میں پیش پیش لوگ تمھارے ہم نواؤں اور ساتھیوں سے [جو اِن مخالفین کے زیرِدست ہیں] کہتے ہیں کہ ہمارے طریقے کی پیروی کرو۔ بالفرضِ محال اگر قیامت واقع ہوئی تو اُس دن[٦٦] ہم اللہ سے کہہ کے تمھاری خطاؤں کو اپنے سر لے لیں گے۔

---

[٦٦] جس کے آنے پر نبی ﷺ کے مخالفین کو یقین نہیں تھا۔

حالاں کہ اُن کی خطاؤں میں سے کچھ بھی وہ اپنے سر لینے والے نہیں ہیں[67]، وہ صریح جھوٹ بولتے ہیں۔ ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کی گم راہی کا سبب بننے کا بہت سا بوجھ بھی۔ قیامت کے دن یقیناً اِن سے دینِ ابراہیمی کو بدعات اور خرافات کا مجموعہ بنانے [افترا کرنے] پر باز پرس ہو گی۔ [مفہوم آیات ۱۲ تا ۱۳]

اگلی آیات میں نبیوں کے قصے بیان کیے جا رہے ہیں ان میں یہی پہلو نمایاں ہے کہ پچھلے انبیا اور اُن کے متبعین بڑی بڑی مدت ستائے گئے، آخر کار اللہ کی مدد آگئی۔ اس لیے اہلِ ایمان دل شکستہ نہ ہوں، اللہ کی مدد ضرور آئے گی مگر اُن پر، جو آزمائش کی خندق پار کر لیں! ان قصوں کے ذریعے کفار کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے عذاب آنے میں دیر ہو رہی ہے تو یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ کبھی آئے گا ہی نہیں۔ پچھلی تباہ شدہ قوموں کے آثارِ قدیمہ کو دیکھو کہ وہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں: اُن پر تہذیبوں کو برباد کر دینے والا اللہ کا عذاب ٹوٹا تھا اور اللہ نے اپنے نبیوں کی اور اُن کے ماننے والوں کی بھرپور مدد کی تھی۔

ہم نے نُوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف رسول مقرر کیا اور وہ نو سو پچاس برس اُن کے درمیان دعوت دیتا رہا کہ اُس کی قوم شرک سے باز آئے مگر اس طویل عرصے میں لوگوں نے بات مان کر نہ دی۔ آخر کار اُن لوگوں کو ایک سمندری طوفان نے آ دبوچا، اس حال میں کہ وہ اپنے رب کی بغاوت پر آمادہ اور شرک میں مبتلا تھے۔ پھر نُوحؑ کو اور اُس کی کشتی میں سوار اہلِ ایمان کو ہم نے بچا لیا اور کشتی کو دنیا والوں کے لیے ایک نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

ایسا ہی معاملہ ابراہیمؑ کا بھی تھا، ابراہیمؑ کو ہم نے رسول مقرر کیا، اُس نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی بندگی اور اطاعت اختیار کرو اور صرف اسی سے ڈرو۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ سے کام لو۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی عبادت کر رہے ہو وہ تو محض تراشیدہ مجسمے اور مورتیں ہیں، تم ایک غلط بنیاد پر قائم ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن اللہ کے بندوں کی تماثیل اور مجسموں کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو وہ تمھیں کوئی بھی سامانِ زندگی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ ہی سے سامانِ زندگی مانگو اور اسی کی اطاعت و عبادت کرو اور اُسی کا شکریہ ادا کرو، مرنے کے بعد اُسی کی طرف تم

[67] کیوں کہ وہاں صرف اللہ کا حکم چلے گا اور اُس کا اُس دن کے لیے یہ کلّیہ ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔

لوٹائے جانے والے ہو۔ اور اگر تم ابراہیمؑ کی بات کو رد کر دیتے ہو تو کیا ہوا، تم سے پہلے بہت سی قومیں حق کو اسی طرح جھٹلا چکی ہیں، اور کسی بھی رسُول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے علاوہ کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے۔ [مفہوم آیات ۱۴ تا ۱۸]

اے محمدؐ کیا اِن لوگوں نے [اہلِ مکّہ کی طرف اشارہ ہے] کبھی نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح زمین پر انسانوں، حیوانات، نباتات اور جمادات کی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، وہ اپنی موت تک اپنے دائرہ حیات life cycle میں بڑھتے چلتے ختم ہو جاتے ہیں، پھر از سرِ نو اُن کی نسلوں کو جاری رکھتا ہے؟ یقیناً یہ نسلوں کا تسلسل اللہ کے لیے آسان سی بات ہے۔ ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور آفاق و انفس کی نشانیوں کو دیکھو کہ اللہ نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے، پھر کیوں اِن کو یہ بات سمجھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے کہ اللہ قیامت کے روز دوبارہ زندگی بخشے گا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُس دن کا مالک ہو گا، جسے چاہے سزا دے گا اور جس پر چاہے رحم فرمائے گا، اُسی کی طرف تم واپس لائے جانے والے ہو۔ نہ تم اس زمین میں اللہ کے قابو سے نکلنے والے ہو اور نہ آسمانوں میں کہیں بھاگ سکتے ہو، اللہ سے بچانے والا کہیں کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا اور روزِ قیامت اللہ سے ملاقات کا انکار کیا ہے وہ قیامت کے روز میری مغفرت و رحمت سے ہاتھ اُٹھا چکے ہیں کیوں کہ اُن کے یقین اور علم [جہالت] میں تو اس دن کو آنا ہی نہیں ہے پس وہاں اُن کے لیے دردناک عذاب کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟ [مفہوم آیات ۱۹ تا ۲۳]

قیامت اور آخرت پر اس گفتگو کے بعد سلسلہ کلام دوبارہ ابراہیمؑ کی طرف مڑ جاتا ہے جہاں یہ سلسلہ، آیت ۱۷ سے منقطع ہوا تھا۔

ابراہیمؑ کی نصیحت سن کر قوم کے پاس اُس کی بات کو ٹھکرانے کی کوئی دلیل نہ تھی لہٰذا جھلّا کر اِس کے سوا جواب میں کچھ نہ کہا کہ ابراہیمؑ کو قتل کر دو یا جلا ڈالو۔ مگر اُن کی تدبیروں کے علی الرغم اللہ نے اُسے آگ سے بچا لیا، یقیناً اُس کے آگ سے بچائے جانے میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔[۶۸] ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو پھر توجہ دلائی کہ تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر اپنے تمدّن، تعلقات اور محبتوں کی بنیاد اِن تراشیدہ بُتوں اور خیالی معبودوں پر رکھی ہے مگر قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک دُوسرے کا انکار کرے گا اور لعنت بھیجے گا اور تم سب کا ٹھکانا آگ ہو گی جہاں

۶۸ کہ انکاری نشانیوں سے نصیحت پکڑنے سے معذور ہو چکے ہیں۔

تمھارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ [مفہوم آیات ۲۴ تا ۲۵]

اس موقع پر ابراہیمؑ کی باتیں سن کر اُس کی قوم میں سے صرف اُن کے بھتیجے لوطؑ نے اُس کی باتوں کو تسلیم کیا۔ قوم کی دعوتِ توحید سے یہ بے اعتنائی دیکھ کر ابراہیمؑ نے اپنا وطن (عراق) چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، وہی زبردست اور حکمت والا عزیز و حکیم ہے۔ اُس کی بے مثال اطاعت و فرماں برداری اور اعلائے کلمۃ اللہ کی راہ میں بے مثال قربانیوں اور جرأت کے صلے میں ہم نے اُسے اسحاقؑ جیسا بیٹا اور یعقوبؑ جیسے پوتے جیسی برگزیدہ اولاد عطا کی اور اُس کی نسل میں نبوّت اور کتاب کا سلسلہ جاری کیا[۶۹]، اسے دنیا میں بھی اجر عطا کیا اور آخرت میں تو وہ یقیناً طبقہِ صالحین میں ہو گا۔

اور ہم نے لوطؑ کو بھی رسول بنایا۔ اُس نے اپنی قوم کے درمیان ہم جنسی کے مقبولِ عام ہونے پر اس طرح بے زاری کا اظہار کیا: تم تو ایسی کھلی بدکاری کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں کسی نے نہیں کی۔ تم عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو! رہزنی کرتے[۷۰] ہو اور کھلے عام اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو!! اس نصیحت کا اُس کی قوم کے پاس اِس کے علاوہ کوئی جواب نہ تھا کہ اگر تُو سچا ہے تو لے آ، اللہ کا وہ عذاب جس کی تو دھمکی دیتا ہے۔ لوطؑ نے اللہ سے دعا کی کہ اے میرے رب اِس مفسد قوم کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

پھر جب انسانی شکلوں میں ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس اسحاقؑ کی پیدائش کی خوش خبری لے کر آئے اور ساتھ ہی یہ اطلاع بھی کہ ہم لوطؑ کی قوم جس علاقے [عمورۃ/سدوم] میں بستی ہے وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں، اس کے باشندے سخت گنہ گار ہیں۔

ابراہیمؑ نے پریشان ہو کر کہا کہ اُس بستی میں تو لوطؑ بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم لوطؑ کو اور تمام متعلقین کو بچا لیں گے سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہو گی۔

پھر یوں ہوا کہ ہمارے فرستادے خوب صورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں لوطؑ کے پاس آئے تو

۶۹ آخری نبوت اور آخری کتاب کی سعادت اسماعیلؑ کے حصے میں آئی۔

۷۰ صاحبِ تدبر قرآن تقطعون السبیل کا بہت عمدہ ترجمہ کرتے ہیں 'فطرت کی راہ پر ڈاکہ مارتے ہو' یہ ترجمہ ڈاکہ زنی کے بجائے ہم جنسیت کی معصیت کو بھی شامل کرتا ہے اور وسعت کے ساتھ سارے غیر فطری کاموں کو جن سے انسانی ضمیر ابا کرتا ہے، اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

اُن کی آمد پر وہ اپنی بے ہودہ اور بے حیا قوم کے اخلاق و کردار کی جانب سے آزردہ ہوئے اور اُن کا دل تنگ ہوا کہ وہ کہیں بری نیت سے اِن نوجوانوں پر دست درازی نہ کریں۔ اللہ کے فرستادوں نے کہا کہ کوئی اندیشہ نہ کرو اور نہ رنج کرو۔ ہم تم کو اور سوائے تمھاری بیوی کے تمھارے سارے گھر والوں کو بچا لیں گے، تمھاری بیوی اپنی قوم کے ہم راہ پیچھے رہ کر عذاب کا شکار ہونے والوں میں سے ہے۔ ہم اس بستی والوں پر اِن کی اللہ سے بے خوفی، بے حیائی اور بدکاریوں کے سبب آسمان سے ایک سخت آفت اُتارنے والے ہیں۔ انجامِ کار عقل والوں کے لیے ہم نے اُس آفت زدہ ہلاک بستی کے آثار کو ایک واضح نشانی کے طور پر چھوڑ دیا۔

اور مدیَن والوں[1] کی طرف ہم نے اُن کے نسبی بھائی شعیبؑ کو اپنا رسول مقرر کیا۔ اُس نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ اے میری قوم کے لوگو، اللہ ہی کی عبادت و بندگی کرو، یومِ قیامت کے منتظر رہو اور اُس کی نافرمانی سے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ مگر انھوں نے اُس کی تکذیب کی اُس کی رسالت پر ایمان نہ لائے۔ آخر کار ایک سخت زلزلے نے انھیں آلیا[2] اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اے اہلِ مکّہ تم آج ہمارے نبی محمد ﷺ کی تکذیب کر رہے ہو ذرا عاد اور ثمود جیسی اپنے وقت کی ترقی یافتہ قوموں کو دیکھو جن کے آثار قدیمہ پر سے تمھارا اپنے تجارتی اسفار (trade tours) کے درمیان گزر ہوتا رہتا ہے، انھوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے انھیں کس طرح بے نام ونشاں کر دیا تھا۔

اور عاد و ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا، تم اُن کے باقی آثار و کھنڈرات دیکھ چکے ہو جہاں وہ بستے تھے (تمھیں سب معلوم ہے کہ یہ قومیں کس کس علاقے میں، کہاں کہاں آباد تھیں)۔ اُن کے بے ہودہ اور ناروا مشاغل کو شیطان نے اُن کے لیے خوش کن اور مرغوب بنا دیا اور اس طرح انھیں راہِ راست سے برگشتہ کر دیا حالاں کہ وہ ہوشیار لوگ تھے۔ اور قارون وفرعون وہامان کو بھی ہم نے ہلاک کر دیا۔ موسیٰؑ اُن طاغی اور باغی لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تھا اور اُس نے نرمی اور دلیل سے

---

[1] یہ لوگ مدیان بن ابراہیمؑ کی اولاد ہیں جو یہاں آباد ہوئے تھے اور اُن ہی کی نسبت سے علاقے کا نام مدین پڑ گیا۔ مدیان، ابراہیمؑ کی تیسری بیوی کی اولاد تھے (دیکھیے تفہیم القرآن) ان ہی لوگوں کے قبائل کے درمیان شعیب علیہ السلام پیدا ہوئے یہ وہی زمانہ ہے جو موسیٰؑ کا زمانہ ہے، موسیٰؑ نے شعیبؑ کی بیٹیوں کے مویشیوں کو پانی پلایا تھا اور اپنے قیامِ مدین کے دوران شعیبؑ کے داماد بنے تھے۔

[2] غالباً یہ وہی زمانہ ہے جب فرعون سمندر میں غرق ہو رہا ہو گا، کچھ آگے یا پیچھے۔

ان کو سمجھایا مگر انھوں نے اپنی حکومت اور سلطنت پر گھمنڈ کیا، زُعمِ باطل میں تھے، مارے گئے! وہ ہمارے قابو سے نکل جانے والے نہیں بن سکے۔ انجامِ کار ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ کی پاداش میں پکڑ لیا، اُن میں سے کسی (عاد) کو ہم نے خاک وُدھول کے طوفان سے مارا، کسی (ثمود) کو ایک زبردست کڑک نے آلیا، بعض (قارون) کو ہم نے زمین میں دھنسادیا، اور کسی (فرعون اور ہامان) کو ہم نے غرقِ آب کر دیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا، مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے کے درپے ہوئے تھے وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَھُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوۡٓا اَنۡفُسَھُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔ اے محمدؐ کی قوم کے لوگو! تمھارا کیا ارادہ ہے؟

[مفہوم آیات ۲۶ تا ۴۰]

غیر اللہ کو اپنا معبود جاننے والوں نے بڑا کم زور اور بودا سہارا تھاما ہے

یہاں پہنچ کر سورۃ اپنی انتہائی معنوی شان کو پہنچ جاتی ہے، پوری قوت سے دینِ ابراہیمی کو شرک وبدعت سے آلودہ کر دینے والے قریش کے لوگوں سے خطاب ہے کہ تمھارے جھوٹے خداؤں کا سہارا مکڑی کے جالے کی مانند ہے، یہ کتنا بودا قلعہ ہے اللہ کے مقابلے میں!!

اُن لوگوں کی مثال مکڑی کی مانند ہے جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا بنا لیے ہیں جو اپنا بظاہر ایک خوب صورت گھر بناتی ہے مگر سب گھروں سے زیادہ بودا اور کمزور جلد ٹوٹ جانے والا گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے، یہی حال ان کے جھوٹے سرپرستوں کا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اس حقیقت کا ادراک کرتے۔ اللہ اُن چیزوں کو خوب جانتا ہے جنھیں یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں اور وہ عزیز و حکیم ہے۔ یہ مثالیں (جیسے مکڑی کے گھر کی مثال) ہم لوگوں کو سمجھانے اور غور پر آمادہ کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں، لیکن ان کو صرف علم رکھنے والے ہی سمجھتے ہیں۔

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو مقصدِ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، اہلِ ایمان کے لیے اِن کی پیدائش میں اللہ کو پہچاننے کے لیے بڑی نشانی ہے۔ اے نبیؐ! اِس کتاب کی تلاوت کرو جو تمھاری طرف وحی کی جا رہی ہے۔ اور نماز کا اہتمام کرو، یقیناً نماز فحش[۴۳] اور دیگر تمام بُرے کاموں سے روکتی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ اور اللہ کی یاد بڑی ہی چیز ہے، اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

---

۴۳ سفلی جذبات کو انگیخت کرنے والے بے حیائی کے تمام کام جو زنا کی طرف مائل کرنے والے ہیں فحش کی تعریف میں آتے ہیں۔

اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے صرف سلیقے اور عمدہ طریقے سے ہی بحث و مباحثہ کیا جا سکتا ہے، و گرنہ (کٹ حجتی یا الزام تراشیوں اور بد زبانی سے) نہ کیا جائے۔ ہاں یہ جانا جائے کہ یہ مباحثہ اہلِ کتاب کے ان لوگوں سے بے سود ہے جو ان میں سے شرک پر اڑے، مفادات کے بندے [دین کو پیسہ بنانے کا ذریعہ بنانے والے، مذہب کے اجارہ دار احبار و رُحبان] اور آخرت سے بے خوف ہیں۔ اور اہلِ کتاب کو بتاؤ کہ ہم ایمان لائے ہیں اس وحی پر جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس پر بھی جو تمھاری طرف بھیجی گئی تھی، ہمارا اور تمھارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُسی ایک اللہ کے فرماں بردار ہیں۔ اے نبیؐ ہم نے جس طرح پہلے نبیوں پر کتاب اُتاری اُسی طرح تمھاری طرف بھی یہ کتاب نازل کی ہے، اس لیے اس پر وہ ایمان لائیں گے جنھیں ہم نے پہلے کتاب عطا کی تھی [اگر وہ اپنی کتابوں کا حقیقی فہم رکھتے ہوں] اور ان اہلِ کتاب میں سے بعض قرآن پر ایمان لا بھی رہے ہیں، اور ہماری آیات کا انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں۔

اے نبیؐ تم نبوت سے قبل کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو تمھارے مخالفین اور زیادہ شک میں پڑتے اور اعتراضات کرتے۔ دراصل یہ تو کھلی اور واضح آیات ہیں، ان لوگوں کے دلوں میں جذب ہونے کے لیے جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اور ہماری آیات کا انکار بس وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

اس قرآن کے انکاری لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ پر اس کے رب کی طرف سے قائل اور تسلیم کروانے کے لیے ہمیں عاجز کر دینے والی نشانیاں [معجزے] کیوں نہ اُتاری گئیں؟ کہو ایسی نشانیاں نازل کرنے کا اختیار تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو بس ایک کھلا خبردار کرنے والا ہوں اور کیا ان لوگوں کے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انھیں پڑھ کر سنائی جارہی ہے؟ بلاشبہ اس میں رحمت اور تذکیر ہے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔

اے نبیؐ اِن تکذیب کرنے والوں کو بتایئے کہ میری جانب سے انذار کی ذمے داری کا حق ادا کرنے اور تمھاری جانب سے انکارِ مسلسل پر اللہ گواہ ہے اور اُس کی گواہی کافی ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ جو لوگ ناحق (باطل) پر اڑے ہیں اور اللہ کے انکاری ہیں وہی اصلی ناکام و نامراد ہیں۔ یہ نامراد لوگ تمھاری عذاب کی وعیدیں سُن سُن کر عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں، اگر ہر کام کی انجام دہی کا ایک وقت مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو ان کم نصیبوں کے اس بے ہودہ

واویلا پر عذاب آجاتا۔ اور یقیناً وہ تو اِن پر اچانک ٹوٹ پڑے گا اور انھیں خبر بھی نہ ہوگی۔ ہائے اِن کی کم بختی ! یہ تم سے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں، حالاں کہ جہنّم ان کافروں کا احاطہ کر چکی ہے۔ عقل اور ہوش و گوش ہوں تو اس آنے والے دن کو آج یاد کر لیں (اور باز آجائیں، کہ شاید عذاب ٹل جائے) جب عذاب اوپر سے اور اِن کے پاؤں کے نیچے سے بھی اِن کو ڈھانک لے گا اور کہا جائے گا کہ اب اُس تکذیب کا اور مطالبۂ عذاب کا چکھو مزا جو تم ہمہ وقت کرتے تھے۔

[مفہوم آیات ۴۱ تا ۵۵]

اگر کسی ملک یا بستی میں اللہ کی بندگی مشکل ہو جائے تو وہاں سے نکل جاؤ!

اب اگلی آیات میں مومنین کو بتایا جارہا ہے کہ اگر عزتِ نفس کے ساتھ اور آزادی سے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے تو گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ۔ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ جہاں اللہ کے دین پر آزادی سے عمل اور تبلیغِ دین کر سکو وہاں چلے جاؤ۔ یہ حکم ظلم و ستم سے نجات پانے کے لیے نہیں جیسا کہ اکثر اہلِ سیر بیان کرتے ہیں بلکہ دینِ اسلام کے لیے نیا مرکز تلاش کرنے کی خاطر دیا گیا۔

اے مجھ پر ایمان لانے والے بندو! بے شک میری زمین کشادہ ہے، پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ اور تمھیں چاہیے کہ اس بندگی کے لیے زمین کی اِس کشادگی سے فائدہ اُٹھاؤ۔ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے، پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔ جو ایمان لائے ہیں اور پھر انھوں نے نیک اعمال اختیار کیے اُن کو ہم جنت کے بالا خانوں میں ٹھہرائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کیا ہی خوب صلہ ہے عمل کرنے والوں کا جنھوں نے صبر کیا اور ہر حال میں اپنے رب پر توکل کیا اور بھروسہ رکھا۔ تمھیں مکّہ کو چھوڑنے پر رزق کے معاملے میں کیوں تردد ہو۔ دیکھو کتنے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے مگر اللہ اُن کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی وہی دیتا ہے، وہ سننے اور جاننے والا ہے

[مفہوم آیات ۵۶ تا ۶۰]

دنیا کی زندگانی اور اس کے مزے تو بس کھیل اور تماشا ہیں

سورۃ کے آخر میں اب روئے سخن کفار کی جانب مڑ رہا ہے۔ توحید اور قیامت دونوں حقیقتوں کو

بہت واضح اور آسان طریقوں سے بیان کیا جارہا ہے، شرک کی نجاست کو دلیل سے ثابت کیا گیا ہے، آفاق میں پھیلی واضح نشانیوں کی طرف توجہ دلا کر منکرینِ حق کو بتایا جارہا ہے کہ کائنات کے یہ سب مظاہر اس پیغام کی تصدیق کررہے ہیں جو محمد ﷺ تمھارے سامنے پیش کررہے ہیں۔

اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ کس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور کس نے مسخر کررکھا ہے سورج اور چاند کو تو وہ بے ساختہ کہیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں دھوکا کھا رہے ہیں؟ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے، بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے کس نے پانی برسایا پھر اُس پانی سے مردہ پڑی زمین کو زندہ کیا تو وہ ضرور بول اُٹھیں گے کہ اللہ نے، کہو اللہ کا شکر ہے وہی ساری تعریفوں کا بھی سزاوار ہے، مگر اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔

اس دنیا کی زندگانی میں مست لوگوں کے مزے تو کچھ نہیں ہیں بس ایک فضول کھیل تماشا (لَهْوٌ وَّلَعِبٌ) ہیں۔اصل گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش اس دعوتِ دین کی مخالفت میں پیش پیش رہنے والے آئمۃ الکفر [اولیاء الشیطان] اس بات کو جانتے۔اِن مشرکین کا حال یہ ہے کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرکے اس کو پکارتے ہیں، پھر جب اللہ انھیں بچا کر خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو پھر فوراً یہ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں یوں ہم نے جو نجات کی شکل میں نعمت بخشی اس کی ناشکری کریں۔اس طرح اللہ کے ساتھ بغاوت میں حیات دنیا کے کچھ مزے اور لوٹ لیں۔جلد ہی انھیں معلوم ہوجائے گا کہ کیا صحیح تھا اور کیا غلط۔

کیا یہ کبھی اللہ کی اس نعمت کا احساس نہیں کرتے کہ دنیا بھر میں خون خرابے اور بدامنی کے حصار میں جہاں لوگ اُچک لیے جاتے ہیں ہم نے اہلِ مکّہ کو ابراہیم حنیف کے تعمیر کردہ حرم کی وجہ سے ایک پُرامن شہر عطا کردیا ہے۔اللہ کے اس احسان کے باوجود پھر بھی یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری و ناقدری کرتے ہیں؟ اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب کہ وہ اس کے پاس آچکا ہو؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنّم نہیں ہوگا؟

جو لوگ ہماری خاطر جدوجہد کے دوران مشقتیں جھیل رہے ہیں ان کو بالضرور ہم اپنی جانب سے اس کش مکش میں فتح و نصرت کے لیے ہدایت کے راستے دکھائیں گے، وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور بلاشبہ حق و باطل کے اس معرکے میں اللہ نیکی میں سبقت لے جانے والوں کے ساتھ ہے۔ [مفہوم آیات ۶۱ تا ۶۹]

☆☆☆☆